مرثیہ نمبر ۳۵

شہادت حضرت قاسمؑ

اِک عید ہوئی مر گئی اُس غنچہ دہن کو
دی رن کی رضا شاہ نے جب ابن حسنؑ کو
اعدا نے کہا دیکھ کے اُس رشکِ چمن کو
شیرانہ چلا تیغ بکف خیمے سے رن کو
نورِ حسنی چہرۂ زیبا سے عیاں ہے
ہم شوکت و شان اسد اللہ یہ جواں ہے

آگاہ ہو! آگاہ ہو! آگاہ ہو آگاہ
اتنے میں رجز پڑھنے لگا قاسم نوشاہ
عموں ہیں حسینؑ ابن علی سید ذیجاہ
دادا ہے ہمارا اسد اللہ ید اللہ
میں لختِ دل فاطمہؑ کا لختِ جگر ہوں
پانی میں جسے زہر دیا اس کا پسر ہوں

آدم سے کیا پہلے خدا نے انھیں پیدا
سب جانتے ہیں پنجتنِ پاک کا رتبہ
تھا طور پہ بھی نورِ محمدؐ ہی کا جلوہ
کی شیر خدا نے مددِ حضرتِ موسیٰ
کام آتے ہیں ہر دکھ میں یہ ہے کام ہمارا
آفت سے چھٹا جس نے لیا نام ہمارا

جانِ دلِ زہرا کے عبث درپۂ جاں ہو کس سمت کو بہکے ہوئے پھرتے ہو کہاں ہو
افسوس کہ جو مصحفِ ناطق کی زباں ہو سب پانی پئیں اور وہی تشنہ دہاں ہو
ہیں سینکڑوں تیغیں علم اک جان کی خاطر
دنیا میں یہی ہوتی ہے مہمان کی خاطر!

سیّد نے یہ کی ہو کوئی تقصیر بتا دو جوڑا ہو کماں میں جو کوئی تیر بتا دو
چھینی ہو کسی شخص کی جاگیر بتا دو امّت پہ اگر کھینچی ہو شمشیر بتا دو
تم لوگوں نے کس روز نہیں جبر کیا ہے
اس صابر و شاکر نے سدا صبر کیا ہے

یہ سنتے ہی فوجوں کو جو جنبش ہوئی اکبار تیغوں کی اٹھی موج میانِ صفِ کفّار
ڈھالوں کا ہوا ابرِ سیاہ رن میں نمودار بدلی جو ہوا پڑنے لگی تیروں کی بوچھار
پہنچا وہ جری تیغ بکف اہلِ جفا میں
بجلی سی لگی کوندنے ڈھالوں کی گھٹا میں

نوشاہ نے پائی تھی عجب ہمّتِ عالی حملہ کیا جس صف پہ وہ صف ہو گئی خالی
تلوار نے آفت صفِ کفّار میں ڈالی لڑنے کے لئے تیغ نہ سپر جس نے سنبھالی
تلوار کا آنا ہوا ثابت نہ لعیں پر
دو ٹکڑے سے نظر آئے برابر صفِ زیں پر

پر شادی و غم ہیں اسی دُنیا میں تو اہم　　معلوم نہ تھا یہ کہ بچھے گی صفِ ماتم
دولہا پہ اُدھر ٹوٹ پڑا لشکرِ ظلم　　تیغوں میں گھرے برچھیاں چلنے لگیں باہم
تیر آتے تھے سینے پہ کلیجے پہ جبیں پر
کٹ کٹ کے گرے پیچ عمامے کے زمیں پر

عمو کو پکارے کہ چچا جان خبر لو　　ہوتا ہے غلام آپ کا قربان خبر لو
دُنیا میں کوئی دم کا ہوں مہمان خبر لو　　تکلیف نہ دیتا مگر اس آن خبر لو!
ذُرّیتِ حیدرؑ کی یہ توقیر ہوئی ہے
پامال ہمیں کرنے کی تدبیر ہوئی ہے

یہ کہتے تھے جو موت کی ہچکی اُسے آئی　　مُنھ کھول کے حضرت کو زباں خُشک دکھائی
مخدومۂ عالم نے یہ آواز سُنائی　　میں ساغرِ کوثر کو تیرے واسطے لائی
پی لے اسے اے لال کہ تر خشک زباں ہو
دادی ترے سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ فدا ہو

اب بند کئے قاسمؑ نوشاہ نے اک بار　　یعنی نہ پیوں گا کہ ہیں پیاسے شہ ابرار
دُنیا سے سفر کر گیا وہ آئینۂ رُخسار　　لاش اُس کی چلے لیکے شہ بیکس ناچار
ڈیوڑھی پہ جو پہنچے تو کہا دیکھ کے سب نے
وہ آئے ہیں دولہا تھا بنایا جنھیں سب نے

ہے ہے بنے قاسمؑ کا ہوا شور جو در پر بانوؑ نے کہا لُٹ گئی لوگو مری دُختر!
فرزند کے لاشے سے لپٹنے لگی مادر سر پیٹتی دوڑی شہِ مظلوم کی خواہر

پھر کون لہے بنتِ علیؑ جب نکل آئے
خیمے میں دولہن رہ گئی اور سب نکل آئے